بہ فیض: تاج دار اہلِ سُنّت مفتی اعظم علامہ محمد مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمہ و حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی

زیر سرپرستی: امینِ ملت حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں قادری برکاتی مدظلہ العالی، مارہرہ مطہرہ

عید میلاد النبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اعتراضات کے جوابات

از افادات: شہید اہلِ سُنّت مولانا خرم رضا قادری

ترتیب: محمد ثاقب رضا قادری

ناشر: **نوری مشن** مالیگاؤں

سلسلۂ اشاعت نمبر ۲۷

نام کتاب	:	عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کے جوابات
ازافادات	:	شہید اہلِ سُنّت مولانا خرم رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ
تحریک	:	علامہ قاری محمد سلیمان سیالوی - دامت برکاتہم العالیہ -
ترتیب	:	محمد ثاقب رضا قادری - عفی عنہ -
صفحات	:	۲۴
پہلا ایڈیشن	:	۲۰۱۱ء (تعداد: ۳۰۰۰۰) لاہور
دوسرا ایڈیشن	:	۲۰۱۱ء (تعداد: ۱۰۰۰۰) لاہور
تیسرا ایڈیشن	:	۲۰۱۲ء (تعداد: ۱۰۰۰۰) لاہور
چوتھا ایڈیشن	:	۲۰۱۳ء (تعداد: ۱۰۰۰) لاہور
پانچواں ایڈیشن	:	جنوری ۲۰۱۵ء (تعداد: ۱۰۰۰) مالیگاؤں
ہدیہ	:	دعائے خیر
ناشر	:	نوری مشن مالیگاؤں

ملنے کے پتے

[۱] مدینہ کتاب گھر، اولڈ آگرہ روڈ مالیگاؤں

[۲] رضا لائبریری، مقابل نیا بس اسٹیشن مالیگاؤں

Cell. 09325028586 gmrazvi92@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رُسوائیاں ہوتیں

الحمدللہ مسلمانانِ عالم ہر سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کو عقیدت واحترام اور جوش وجذبے سے مناتے ہیں۔عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا میں تشریف آوری پر اظہارِ فرحت وانبساط کرنا ہے؛ اور اس خوشی کے اظہار کے لیے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ اپنی فہم وبساط کے مطابق مختلف ذرائع اور طریقے استعمال کرتے ہیں۔مثلاً گھروں بازاروں، مساجد وغیرہ میں جھنڈیاں لگانا، چراغاں کرنا، قرآن خوانی، نعت خوانی، درود وسلام وسیرتِ طیبہ کے بیان کی محافل کا انعقاد کرنا، لنگر تقسیم کرنا، گلیوں بازاروں کو سجانا وغیرہ۔

اللہ عزوجل نے خود ایسے ایام کو عام دنوں سے ممیّز وممتاز فرما کر ان کی اہمیت کا اظہار کیا، چنانچہ آیتِ قرآنی ہے:

وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ

اورانھیں اللہ کے دن یاد دلا۔(پارہ ۱۳، ابراہیم:۵/ترجمہ کنزالایمان)

ایک آیتِ کریمہ میں اللہ عزوجل نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت، وصال اور دوبارہ اٹھنے کے دن پر سلامتی نازل فرمائی:

وَ سَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَ يَوْمَ يَمُوْتُ وَ يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا

اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن زندہ اٹھایا جائے گا۔

(پارہ ۱۶، مریم:۱۵/ترجمہ کنزالایمان)

قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا منقول ہے:

وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَ يَوْمَ اَمُوْتُ وَ يَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا

اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا، اور جس دن مروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں۔(پارہ ۱۶، مریم:۳۳/ترجمہ کنزالایمان)

معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی ولادت ووصال کے دن عام دنوں جیسے نہیں،

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں اللہ عزوجل نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت ووصال کے دن پر سلامتی نازل فرمائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی ویسی ہی سلامتی کی دعا فرمائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ووصال کے ایام پر کس قدر سلامتی نازل ہوتی ہوگی؟ اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔لہٰذا میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روکنا درحقیقت رب تعالیٰ کے انعام واکرام، فیوض وبرکات اور سلامتی سے محروم کرنے کی سعی کرنا ہے۔

اب کچھ عرصہ سے بعض مدعیانِ اسلام نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رد میں اشتہارات، پمفلٹس، رسائل وغیرہ شائع کرنا اور ایس ایم ایس کرنا اپنا مشغلہ بنا رکھا ہے اور یوں میلاد شریف کے متعلق عوام الناس کے قلوب واذہان میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی سعیِ مذموم کا سلسلہ دراز کر رکھا ہے، اپنی روایتی ہٹ دھرمی پر چلتے ہوئے اہلِ علم حضرات سے چھپ چھپ کر کم علم مسلمانوں سے بحث کرتے ہیں اور اہلِ علم حضرات سے کتراتے ہیں، ان کی بے سروپا باتوں سے کچھ اَن پڑھ یا کم علم مسلمانوں کے دلوں میں وسوسے جنم لینے لگتے ہیں۔

ہم اس رسالہ میں ان مسلمان بھائیوں کے وساوس رفع کرنے، علمی تشنگی مٹانے کے لیے منکرین میلاد کی طرف سے اب تک قائم کردہ اعتراضات کو مع جواب تحریر کر رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں؛

اعتراض نمبر۱: میلاد منانا شرک ہے

استغفر اللہ العظیم، جاہلوں سے رب تعالیٰ کی پناہ، منکر میلاد بغضِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کس قدر علمی خیانت کا مرتکب ہو رہا ہے کہ عید میلاد پر شرک کا فتویٰ چسپاں کر دیا جب کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی منانا ہے اور رب تبارک وتعالیٰ کی شان تو لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ ہے۔یعنی نہ اُس کو کسی نے جنا اور نہ اُس نے کسی کو جنا۔لہٰذا ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر خوشی منانے کو اَن پڑھ، جاہل، متعصب ہی شرک کہہ سکتا ہے۔

منکرینِ میلاد سے سوال:

(۱) کسی کام کو شرک کہنے کے لیے دلیلِ قطعی کی حاجت ہے؛ اگر میلاد شریف کے شرک ہونے پر آپ کے پاس کوئی دلیلِ قطعی ہے تو بیان کریں ورنہ بلا دلیل شرک کا فتویٰ لگا کر جہنم کے حق دار مت بنو۔

(۲) اگر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا شرک ہے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ تم لوگ ۱۲ ربیع

الاول کے دن ’عید میلا داللہ‘ کے قائل ہو، کیا تمہارے نزدیک رب کی پیدائش ثابت ہے؟ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اعتراض نمبر۲: میلا د منانا بدعت ہے

یہ اعتراض بھی معترض کی جہالت کی دلیل ہے، کیوں کہ بدعت اس کام کو کہتے ہیں جس کی کوئی حقیقت اسلام میں نہ ہو جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی منانا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک کی محافل کا انعقاد کرنا تو عینِ اسلام ہے اور اس کا قرآن وحدیث میں منقول ہونا اور انبیائے کرام وصحابہ کا معمول ہونا ہم ان شاء اللہ آگے ثابت کریں گے۔ یہاں ایک حدیث مبارکہ کو بیان کرنا ضروری ہے، جس کو منکرین میلا د دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں:

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ.

(بخاری:۲۴۹۹، مسلم:۳۲۴۱، سنن ابی داؤد:۳۹۹۰)

اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

’’جس نے ہمارے اس دین میں ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔‘‘

جب کہ اس کا درست ترجمہ یہ ہے:

’’جس نے دین میں وہ بات پیدا کی جو دین کی قسم سے نہیں (بلکہ دین کی ضد اور مخالف ہے) تو وہ مردود ہے۔‘‘

اگر ان حضرات کے مطابق ترجمہ کیا جائے تو صحیح مسلم شریف کی اس حدیث مبارکہ کا کیا معنی کیا جائے گا جس میں اسلام میں اچھی اچھی بدعتیں (یعنی نئے کام) ایجاد کرنے کی اجازت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی اور اس پر اجر کی بشارت بھی سنائی:

مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَ لَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ

(صحیح مسلم: حدیث:۴۸۳۰، سنن ابن ماجہ: حدیث:۲۰۳، مسند احمد:۱۸۳۸۷، مصنف عبدالرزاق: حدیث:۲۱۰۲۵، معجم کبیر طبرانی: حدیث:۲۳۸۴، سنن دارمی: حدیث:۵۲۱)

ترجمہ: جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کیا اس کے لیے اس کا اجر ہے اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والوں کا بھی، اور ان کے اجر میں کچھ کمی نہ کی جائے گی۔

پس ثابت ہوا کہ میلا د شریف کو بدعت (سیئہ) کہنا بے بنیاد ہے اور معترض کی علم دین سے جہالت کی دلیل ہے۔

منکرینِ میلا د سے سوال:

اگر میلا د منانا بدعت ہے تو رائے ونڈ اجتماع، مرید کے اجتماع، جشن صد سالہ دیوبند، ختم بخاری، مقابلہ حسن قرأت، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس، دفاعِ پاکستان کانفرنس، طلبا کانفرنس، یوم یک جہتی کشمیر، مفتی محمود (والد مولوی فضل الرحمٰن دیوبندی) کی برسی منانا کیسے جائز ہے؟

اعتراض نمبر۳: کیا صحابۂ کرام نے میلا د منایا؟ دورِ نبوت میں یہ دن ۲۳/مرتبہ، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ۲/مرتبہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ۱۰/مرتبہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں ۱۲/مرتبہ، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور میں ۵/مرتبہ آیا، کیا انھوں نے میلا د منایا؟

’’شرم تم کو مگر نہیں آتی‘ اے منکر میلا د! تیری چوری پکڑی گئی۔ ہر وقت رَٹ تُو قرآن و حدیث کی لگاتا ہے اور جب میلا د کی بات آئی تو خاص صحابۂ کرام کے فعل سے دلیل کیوں طلب کی، حالاں کہ تمہارے اپنے لوگوں نے لکھا ہے کہ’’ مدعی سے صرف دلیل طلب کی جائے گی نہ کہ دلیلِ خاص۔‘‘ (انوارات صفدر، جلد۱، ص۳۶۳، مطبوعہ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان)

مشہور دیوبندی مناظر امین صفدر اوکاڑوی نے لکھا ہے: ’’مدعی سے خاص دلیل کا مطالبہ کرنا کہ یہ خاص قرآن سے دکھاؤ یا خاص ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث دکھاؤ یا خاص فلاں فلاں کتاب سے دکھاؤ؛ یہ محض دھوکا اور فریب ہے، کتاب وسُنّت نے دلیلِ خاص کی ہرگز پابندی عائد نہیں کی، اَن پڑھ لوگوں سے اس قسم کی شرائط پر دستخط لیے جاتے ہیں جو شرعاً باطل ہوتی ہیں یہ خاص مرزا قادیانی کی سُنّت ہے۔‘‘ (مجموعہ رسائل، جلد۱، ص۱۶۵، مطبوعہ ادارہ غلام احناف، لاہور)

بہرحال ہم اولاً قرآن پاک سے بیانِ میلا د ثابت کرتے ہیں، اللہ عزوجل نے اپنے پاک کلام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کا میلا د (یعنی تشریف آوری کا) بیان فرمایا ہے۔ بلکہ یہی نہیں ہر دور میں انبیائے کرام کا یہ معمول رہا کہ وہ اپنی امت کے سامنے حضور کا میلا د بیان کرتے۔ چند آیات پیش خدمت ہیں:

فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ.

تو ہم نے اسے اسحاق کی خوش خبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی۔

(پارہ۱۲، ہود:۷۱/ترجمہ کنزالایمان)

اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى.

بے شک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحییٰ کا۔(پارہ۳، آل عمران:۳۹/ترجمہ کنزالایمان)

اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ.

اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی جس کا نام ہے مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا۔

(پارہ۳، آل عمران:۴۵/ترجمہ کنزالایمان)

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ عیسیٰ:

مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ اَحْمَدُ.

ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

(پارہ۲۸، الصف:۶)

قرآن پاک اور بیانِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔(پارہ۳، آل عمران:۸۱/ترجمہ کنزالایمان)

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا۔(پارہ۶، المآئدہ:۱۵)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

(پارہ۲۲، الاحزاب:۴۶-۴۵/ترجمہ کنزالایمان)

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ.

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔(پارہ۱۷، الانبیاء:۱۰۷/ترجمہ کنزالایمان)

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشی اور ڈر سناتا۔(پارہ۱۹، الفرقان:۵۶/ترجمہ کنزالایمان)

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ.

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔(پارہ۱۱، التوبۃ:۱۲۸/ترجمہ کنزالایمان)

قرآن پاک میں اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی قسم ارشاد فرمائی ہے؛ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ

یعنی قسم ہے والد کی اور قسم ہے مولود کی۔(پارہ۳۰، البلد:۳)

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ "وَلَدَ" سے مراد ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔(المظہری، ج۱، ص۲۶۴، الکشاف، ج۴، ص۲۵۵، غرائب القرآن للنیشاپوری، زیر آیت)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کا 'فضل'، 'رحمت' اور 'نعمت' ہیں اور فضل نعمت اور رحمت کے ملنے پر قرآنی حکم ہے کہ خوشیاں منائی جائیں، اور رب کی نعمت کا خوب خوب چرچا کیا جائے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ.

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔(پارہ۱۱، یونس:۵۸/ترجمہ کنزالایمان)

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ.

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔(پارہ۳۰، الضحیٰ:۱۱/ترجمہ کنزالایمان)

منکرینِ میلاد سے سوال:

کیا وہابی دیوبندی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کی نعمت، فضل اور رحمت تسلیم نہیں کرتے؟ اگر کرتے ہیں تو پھر حکم قرآنی کے امتثال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا چرچا کیوں نہیں کرتے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صحابۂ کرام کے مجمع میں اپنا میلاد بیان فرمایا:

اِنِّيْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَ اِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ وَسَاُخْبِرُكُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِيْ دَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَشَارَةُ عِيْسٰى وَ رُؤْيَا اُمِّيَ الَّتِيْ رَاَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِيْ وَ قَدْ

خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ .

بے شک میں اللہ عزوجل کے ہاں اس وقت بھی خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جب آدم علیہ السلام ابھی مٹی کے خمیر میں تھے اور میں تمہیں پہلے کی خبر دیتا ہوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں، عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ کا خواب ہوں جو کہ انھوں نے میری وقتِ ولادت دیکھا بے شک اُن سے ایک نور خارج ہوا جس سے اُن کے لیے شام کے محلات روشن ہو گئے

(مسند احمد، حدیث:۱۶۵۲۵، مستدرک للحاکم:۴۱۴۰، معجم الکبیر للطبرانی:۱۵۰۳۲، شعب الایمان:۱۳۷۴، صحیح ابن حبان:۶۱۵۰)

فَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ عَلَی الْمِنبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ السَّلَامُ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهِمْ قَبِیْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُیُوْتًا فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهِمْ بَیْتًا وَ خَیْرِهِمْ نَفْسًا .

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے پوچھا: میں کون ہوں؟

صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق بنائی تو مجھے بہترین مخلوق میں رکھا، پھر اسکے دو گروہ بنائے تو مجھے بہترین گروہ میں رکھا، پھر قبیلے بنائے تو مجھے بہترین قبیلے میں رکھا، پھر ان قبائل کو گھروں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین گھرانے اور خاندان میں رکھا۔ (ترمذی:۳۴۵۵، ۳۵۴۱، مسند احمد:۱۶۹۲)

صحابۂ کرام اور محفلِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

امام بخاری کے استاد امام احمد بن حنبل لکھتے ہیں: سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک دفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اصحاب کے ایک حلقہ سے گزر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا اَجْلَسَکُمْ ؟

تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟

انھوں نے کہا:

جَلَسْنَا نَدْعُوا اللّٰهَ وَ نَحْمَدُهُ عَلٰی مَا هَدَانَا لِدِیْنِهٖ وَ مَنَّ عَلَیْنَا بِکَ.

ہم اللہ عزوجل کا ذکر کرنے اور اس نے ہمیں جو اسلام کی ھدایت عطا فرمائی اس پر اس کی حمد وثنا بیان کرنے اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر ہم پر جو احسان کیا، اس کا ذکر کرنے کے لیے یہ جلسہ منعقد کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

واللّٰهِ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذٰلِکَ؟

بخدا تم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہو؟

صحابہ نے عرض کیا:

واللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذٰلِکَ.

بخدا ہم اسی وجہ سے بیٹھے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُهْمَةً لَّکُمْ وَ اِنَّمَا اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یُبَاهِیْ بِکُمُ الْمَلَائِکَةَ.

میں نے کسی بدگمانی کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی لیکن ابھی میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے؛ انھوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کر رہا ہے۔

(مسند کبیر للطبرانی، جلد۸، ص۲۷۸، رقم:۱۶۰۵۷، کتاب التوحید لابن مندہ، رقم:۸۱۰، مسند امام احمد بن حنبل جلد۴، ص۹۲، رقم:۱۶۹۶۰، نسائی، جلد۲، ص۳۱۰، رقم:۵۴۲۸)

قارئین کرام! میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صحابۂ کرام کی خوشیاں ملاحظہ کیں؛ خود حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سال نہیں بلکہ ہر پیر کے دن روزہ رکھ کر اپنے میلاد کی خوشی منائی صحابۂ کرام نے پیر کے دن روزہ رکھنے کی وجہ پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی روز مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔“ (صحیح مسلم، رقم:۱۹۷۷، ابوداود، رقم:۲۰۷۱، مسند احمد بن حنبل، رقم الحدیث:۲۲۹۹۷، ۲۲۹۵۲، ۲۲۹۱۷، ۲۲۹۰۸، ۲۲۹۰۴)

یہ تو چند ایک حوالہ جات قرآن وحدیث سے پیش کر دیے، ورنہ محفلِ میلاد کے جواز پر یہی دلیل کافی ہے کہ شریعتِ اسلامیہ میں اس سے منع نہیں کیا گیا اور یہ عام قاعدہ ہے کہ جو چیز منع نہ ہو وہ جائز ہوتی ہے۔ اسی قاعدے کو وہابی مولوی ثناء اللہ نے مسجدوں میں محراب کے جواز پر بطور دلیل پیش

کیا ہے۔(فتاویٰ ثنائیہ، جلد۱، ص ۶۷۴، مطبوعہ ادارہ ترجمان السنۃ، لاہور)

ہم نے قرآن وحدیث وتعاملِ صحابہ سے میلاد کے دلائل پیش کیے، اب ذرا خبر منکرینِ میلاد کے گھر کی بھی لینی ضروری ہے۔ قارئین کرام! غور فرمائیں کہ یہ لوگ ہم سے صحابہ کے عمل سے دلیل کا تقاضا کرتے ہیں اور خود لکھتے ہیں کہ: صحابہ کا قول حجت (دلیل) نہیں۔ چند حوالے پیش خدمت ہیں:

وہابی مولوی محمد جوناگڑھی نے اپنی کتاب ''طریق محمدی'' میں لکھا: ''بہت سے صاف صاف موٹے موٹے مسائل ایسے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان میں غلطی کی۔''

(طریق محمدی، ص۸۷، مطبوعہ مکتبہ محمدیہ چیچہ وطنی)

وہابیوں کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری طلاقِ ثلاثہ کے بارے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو رد کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''ہم اسے کیوں مانیں ہم ''فاروقی'' تو نہیں، ہم محمدی ہیں ہم نے ان کا کلمہ تو نہیں پڑھا۔'' (فتاویٰ ثنائیہ، جلد۲، ص ۲۵۲، مطبوعہ ادارہ ترجمان السنۃ، لاہور)

وہابیوں کے نزدیک فعلِ صحابہ حجت نہیں

وہابیوں کے شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی نے لکھا ہے: ''فہم صحابہ حجت شرعی نہیں ہے۔''

(فتاویٰ نذیریہ، جلد۱، ص ۶۲۲، مطبوعہ اہل حدیث اکیڈمی، کشمیری بازار لاہور)

مزید لکھتا ہے: ''اس سے حجت نہیں لی جاسکتی کیوں کہ صحابی کا قول ہے۔''

(فتاویٰ نذیریہ، جلد۱، ص ۳۴۰)

مولوی رئیس ندوی غیر مقلد وہابی لکھتا ہے: ''ایک سے زیادہ واضح مثالیں ایسی موجود ہیں جن میں حضرت عمر یا کسی بھی خلیفۂ راشد نے نصوصِ کتاب وسنّت کے خلاف اپنے اختیار کردہ موقف کو بطور قانون جاری کردیا تھا۔'' (تنویر الآفاق، ص ۱۰۸، مطبوعہ صہیب اکیڈمی، کوٹلی ضلع شیخوپورہ)

وھابی عقیدہ: نبی کی رائے بھی حجت نہیں:

وھابی مولوی محمد جوناگڑھی اپنی کتاب ''طریق محمدی'' میں لکھتا ہے: ''جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو، اس دین والے آج ایک امتی کی رائے کو دلیل سمجھنے لگے۔''

(طریق محمدی، ص ۵۹، مطبوعہ مکتبۂ محمدیہ، چیچہ وطنی)

سوچنے کی بات:

جب وہابیہ کے نزدیک نبی وصحابہ کی بات دلیل نہیں تو پھر محفلِ میلاد کے جائز ہونے کے

لیے صحابۂ کرام کے فعل سے دلیل کا تقاضا کیسا؟

منکرِ میلاد سے سوال:

اب ہم منکرِ میلاد کا سوال اُسی پر لوٹاتے ہیں، قرآن وحدیث میں دکھاؤ کہ اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ شریفہ کی محفل کرنے سے منع کیا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ۲۳ر سالہ حیاتِ ظاہری میں اس عمل سے منع کیا ہو، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ۲ر مرتبہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ۱۰ر مرتبہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں ۱۲ر مرتبہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور میں ۵ر مرتبہ آیا، کیا انھوں نے میلاد سے روکا؟ اگر نہیں تو پھر وہابیہ کا آج میلاد سے روکنا، پمفلٹس چھاپنا، اشتہارات آویزاں کرنا، کتب تحریر کرنا کہاں سے ثابت ہے؟ لاؤ کوئی ایک دلیل ہی لاؤ۔ **فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار التی و قودھا الناس والحجارۃ**

اعتراض نمبر۴: اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں یہ دن ''عید'' کیسے ہے؟ اور اگر عید ہے تو اس میں کتنے رکعت نماز ادا کرنی چاہیے اس کی تکبیرات کتنی ہیں؟

یہ کہنا کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں سراسر جہالت ہے، حالاں کہ احادیثِ کریمہ سے ثابت ہے کہ جمعہ، ایامِ تشریق، یوم عرفہ بھی عید کا دن ہے۔ احادیث ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

یَوْمُ الْجُمُعَۃُ عِیْد.

یعنی جمعہ کا دن عید ہے (مستدرک للحاکم، جلد۱، ص ۶۰۳)

جمعہ ایسی عید ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی افضل ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ سَیِّدُ الْاَیَّامِ وَاَعْظَمُھَا عِنْدَاللّٰہِ وَ ھُوَ اَعْظَمُ عِنْدَاللّٰہِ مِنْ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَ یَوْمِ الْفِطْر.

یعنی جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے ہاں تمام سے عظیم ہے اور یہ اللہ کے ہاں یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر دونوں سے افضل ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، باب الجمعہ، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۱۰۸۴، مسند ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: ۸۱۴، معجم الکبیر للطبرانی: ۴۵۱۱، ۴۵۱۲)

حضرت عقبٰی بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَوْمُ عَرَفَةَ وَ يَوْمُ النَّحْرِ وَ اَيَّامُ التَّشْرِيْقِ عِيْدُنَا اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَهِيَ اَيَّامُ اَكْلٍ وَّ شُرْبٍ.

یعنی عرفہ کا دن، قربانی کا دن اور تشریق کے دن ہمارے عید کے دن ہیں اور یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔(المستدرک للحاکم، جلد۱، ص۶۰۰)

اس کے علاوہ قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا منقول ہے:

رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ.

اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ (پارہ۷، مائدہ:۱۱۴/ترجمہ کنزالایمان)

غورطلب بات:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو دسترخوان نازل ہونے کے دن کو ’عید‘ قرار دیں تو جس دن فخر موجودات، باعث تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں جلوہ گر ہوں وہ دن کیوں کر نہ عید قرار پائے؟ رہا سوال نماز مع اضافی تکبیرات کا، تو یہ اللہ عزوجل کا اس امت پر فضل در فضل ہے کہ اس نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اس دن کوئی اضافی عبادت فرض نہ کی. جہاں تک منکرین کے اعتراض کی بات ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ یہ قاعدہ قرآن وسُنّت میں کہاں منقول ہوا کہ جو دن عید کا ہوگا اس میں لازماً اضافی عبادت بھی امت پر واجب ہوگی؛ حالاں کہ ایام تشریق، یوم عرفہ، جمعہ بھی عید کے دن قرار پائے تو اس دن کون سی اضافی عبادت لازم ہوئی؟

منکرِ میلاد سے سوال:

مذکورہ بالا احادیث کی رُو سے تو اہلِ اسلام کی پچاس (۵۰) سے زائد عیدیں ثابت ہوتی ہیں آپ نے دو (۲) عیدوں کی قید کہاں سے لگائی؟

اعتراض نمبر۵: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت ۱۲/ربیع الاول کو نہیں بلکہ ۹/ربیع الاول ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ شریفہ کی تاریخ کے متعلق مؤرخین کی آرا مختلف ہیں؛ مگر جس تاریخ پر کثیر ائمۂ محدثین وعلماے سِیَر نے اتفاق کیا وہ بارہ ربیع الاول ہی ہے، خود منکرینِ میلاد

کے سر کردہ حضرات کی کتب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ شریفہ کی تاریخ ۱۲/ربیع الاول ثابت ہے۔ حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

سند صحیح کے ساتھ ابن کثیر نے البدایہ والنھایہ، جلد۱، ص۴۲۷ میں لکھی ہے، امام ذھبی نے تلخیص المستدرک جلد۲، ص۶۰۳، السیرۃ النبویہ لابن ھشام جلد۱، ص۱۶۷، شعب الایمان جلد۲، ص۴۵۸، دلائل النبوۃ جلد۱، ص۴۷، عیون الاثر، جلد۱، ص۳۹، تاریخ ابن خلدون جلد۲، ص۴، مواھب اللدنیہ جلد۱، ص۱۴۲- وغیرہ کتبِ تاریخ وسیرت میں مذکور ہے۔

منکرینِ میلاد میں سے مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے - ارشاد العباد فی عید المیلاد، ص۵، ابوالحسن علی الحسینی ندوی دیوبندی نے - السیرۃ النبویہ، ص۹۹، مفتی شفیع کراچوی دیوبندی والد مفتی تقی عثمانی دیوبندی نے - سیرت خاتم الانبیاء، ص۱۰، سلیمان ندوی نے - رحمت عالم، ص۸، اسلم قاسمی دیوبندی ولد قاری طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے - سیرت پاک صفحہ۲۲، ولی رازی دیوبندی نے - ھادیِ عالم ص۴۳، مولوی مودودی نے - سیرتِ سرورِ عالم، ص۹۳، نواب صدیق حسن خان بھوپالی وھابی نے - الشمامۃ العنبریۃ، ص۱۷۱، اور مولوی عبدالستار وہابی نے - اکرام محمدی، ص۲۷۰، پر تاریخِ ولادت ۱۲/ربیع الاول ہی لکھی ہے۔

منکرِ میلاد سے سوال:

اگر آپ کی بات مان بھی لیں کہ میلاد شریف کی تاریخ ۹/ربیع الاول ہے تو کیا آپ حضرات ۹/ربیع الاول کو عید میلاد منایا کریں گے؟

اعتراض نمبر۶: یہ مانا کہ ولادت ۱۲/ربیع الاول کو ہوئی تو وصال بھی تو ۱۲/ربیع الاول کو ہوا، اس دن صحابۂ کرام رو رہے تھے؛ لہٰذا اس دن خوشی منانا کیسے درست ہوسکتا ہے؟

ہم اس ضمن میں منکرینِ میلاد ہی کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں:

مولوی اشرفعلی تھانوی نے ’نشر الطیب‘ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ وصال پیر کو ہوا اس روز بارہ (۱۲) کسی طرح نہیں آتی۔ (نشر الطیب، ص۳۴۹)

حافظ سعید کی جماعۃ الدعوۃ (شدت پسند اہل حدیث تنظیم) نے وصالِ نبوی کی تاریخ یکم ربیع الاول ۱۱/ہجری لکھی ہے۔ (مجلّہ الدعوۃ، مارچ ۲۰۰۷ء، ص۱۴)

مفتی تقی عثمانی اور مفتی رفیع عثمانی کے والد مفتی شفیع دیوبندی نے لکھا ہے کہ: وفات کسی طرح بھی ۱۲/ربیع الاول کو نہیں بنتی۔ (سیرت الانبیاء، جلد۱، ص۱۱۹)

قدیم مؤرخ موسیٰ بن عقبہ جو ثقہ ترین مؤرخ تھے، اس نے بھی یکم ربیع الاول لکھی ہے۔ علامہ سہیلی نے بھی اس کو صحیح قرار دیا، علامہ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی نے 'سیرت النبیؐ' صلی اللہ علیہ وسلم میں تفصیلی بحث کر کے یکم ربیع الاول کو ہی یوم وفات قرار دیا ہے۔

(سیرت النبی، جلد۲، ص۱۰۴، قصص النبیین مترجم، جلد۵، ص۳۵۱، مکتبۃ العلم، لاہور)

اگر فرض کر لیں کہ وصال ۱۲ / ربیع الاول کو ہی مان لیا جائے تو یاد رکھیں سوگ صرف تین (۳) دن ہے، سوائے بیوہ کے لیے، (بخاری، رقم: ۱۲۸۱، مسلم: ۲۷۳۰، ابوداؤد: ۱۹۵۴، ترمذی: ۱۱۱۶، نسائی: ۳۴۴۳، ابن ماجہ: ۲۰۷۲) یہ بھی یاد رکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لمحہ کے لیے موت کا ذائقہ اپنی شان کے لائق چکھنے کے بعد- زندہ- ہیں جیسا کہ صحیح احادیثِ مبارکہ میں ہے؛ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی دنیا کی سی ہے جیسا کہ 'المھند علی المفند' (ص ۳۸، مطبوعہ ادارۂ اسلامیات، انارکلی، لاہور) میں بھی ہے۔

اگر ۱۲ / ربیع الاول کو ہی یومِ ولادت اور یوم وصال تسلیم بھی کر لیا جائے تو پیدائش کی خوشی منائی جائے گی اور وصال کا غم نہیں، کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جمعہ کو سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق ہوئی اور اپنی عمر مبارک گزار کر جمعہ کو ہی ان کا وصال ہوا۔ (ابوداؤد: ۱۰۴۷، نسائی: ۱۳۷۵، ابن ماجہ: ۱۳۸۴، مسند احمد: ۱۶۲۶۲) اور جمعہ کو اللہ نے مسلمانوں کے لیے عید بنایا ہے۔ (ابن ماجہ: ۱۰۹۸، موطا امام مالک: ۱۳۱)

دیوبندی مولوی اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے:

''یہ وفات بھی امت کے لیے مظہرِ رحمتِ الٰہیہ ہوئی اور جب آپ سببِ رحمت ہیں تو خود کس درجہ موردِ رحمت ہوں گے تو یہ وفات خود آپ کے لیے بھی نعمتِ عظمیٰ ہوئی۔''

(نشر الطیب، ص۱۹۶، مطبوعہ مکتبۂ لدھیانوی، کراچی)

دیوبندی عالم شیخ عبدالرحمٰن اشرفی مہتمم جامعہ اشرفیہ کا فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرمانے کے بعد بھی زندہ ہیں، بلکہ پہلی حیات سے انتقال فرمانے کی حیات زیادہ قوی ہے اس لیے غمی کا سوال پیدا نہیں ہوتا، یہ بھی اہلِ سُنّت و جماعت کا عقیدہ ہے۔'' (روزنامہ جنگ، ۲۷ / فروری ۱۹۸۷ء، جمعہ میگزین: ۲۲)

سوگ کے بارے دیوبندیوں وھابیوں کے مسلّمہ امام اسمٰعیل دہلوی کا قول:

وہابی حضرات ذرا اپنے امام کا قول بھی ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے:

''عورت کو اپنے خاوند کے مرجانے پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرنا فرض ہے، اگر نہ کرے تو گناہ گار ہوگی اس کے سوا تمام سوگ حرام ہیں خواہ وہ کسی پیغمبر پر ہو یا صدیق پر یا شہید پر موت یا قتل یا شہادت کے دنوں میں ہو یا اور دنوں میں اس حکم میں کسی کی تخصیص نہیں۔''

(صراط مستقیم، ص۱۲۰، مطبوعہ اسلامی اکادمی، اردو بازار، لاہور)

منکرینِ میلاد سے سوال:

دیوبندی وہابی حضرات کو کل قیامت کے دن اللہ سے یہ سوال ضرور کرنا چاہیے کہ جمعہ کو ہی تخلیق آدم اور وصال کے باوجود عید کیوں بنایا گیا۔ اور خوشی کا دن بنا کر سوگ اور افسوس سے منع کیوں کر دیا گیا؟ اگر مان لیا جائے کہ ۱۲ / ربیع الاول کو وصال ہے تو آپ حضرات کوئی غم کی مجلس کا ہی انتظام کر لیا کریں!

اعتراض نمبر۷: اس دن چراغاں کرنا درست نہیں

امر خیر میں خرچ کرنا ہرگز 'اسراف' نہیں۔ عربی کا مقولہ ہے:

لَا اِسْرَافَ فِی الْخَیْرِ لَاخَیْرَ فِی الْاِسْرَافِ

یعنی نیکی کے کام میں خرچ کرنا اسراف نہیں اور اسراف میں کوئی خیر نہیں۔

غلامانِ مصطفیٰ اپنی حسبِ توفیق چراغاں کرتے ہیں؛ ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو ایسی ارفع و اعلیٰ ہے کہ ان کی ولادت کے موقع پر خود رب قدیر نے چراغاں فرمایا اور ایسا چراغاں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس روشنی میں شام کے محلات دیکھ لیے۔ حوالہ جات پیشِ خدمت ہیں:

مسند احمد، حدیث: ۱۶۵۲۵، مستدرک للحاکم: ۴۱۴۰، معجم الکبیر للطبرانی: ۱۵۰۳۲، دلائل النبوۃ للبیہقی: جلد۱، ص۲۰، شعب الایمان: ۱۳۷۴، صحیح ابن حبان: ۶۱۵۰

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

لَمَّا حَضَرَتْ وِلَادَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ رَاَیْتُ الْبَیْتَ حِیْنَ وَقَعَ قَدِ امْتَلَاءَ نُوْرًا وَّ رَاَیْتُ النُّجُوْمَ تَدْنُوْا حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّھَا سَتَقَعُ عَلَیَّ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے موقع پر میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر نور سے معمور ہو گیا اور میں نے ستاروں کو دیکھا کہ زمین سے اتنے نزدیک آ گئے ہیں کہ مجھے گمان

ہونے لگا کہ مجھ پر گر جائیں گے۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم، ج۱،ص۴۰، دلائل النبوۃ للبیہقی، ج۱،ص۱۱۱، الخصائص الکبریٰ، ج۱،ص۴۵، مجمع الزوائد، ج۸،ص۲۲۰، نشر الطیب:۴۴)

تاہم چراغاں کرنے کے لیے چوری کی بجلی استعمال کرنا حرام ہے۔

منکرِ میلاد سے سوال:

کیا چراغاں کرنا مطلقاً یعنی بالکل حرام ہے یا صرف میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چراغاں کرنا حرام ہے اور اپنے خاندان کی تقریبات یعنی شادی وغیرہ کے موقع پر کرنا جائز ہے؟ اگر اس موقع پر جائز ہے اور یہاں ناجائز تو کوئی ایک حدیث خواہ ضعیف ہی ہو پیش فرمادیں۔

اعتراض نمبر ۸: جھنڈا لگانا کہاں سے ثابت ہے؟

ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھنڈا لگانا سُنّت جبریل امین ہے۔

(الخصائص الکبریٰ للسیوطی، جلد۱،ص۸۲)

شاہ فیصل کی لاہور آمد پر وہابی ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث نے شہر بھر کو جھنڈیوں سے سجانے کی اپیل کی۔(ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث، ۳۰رذی الحجہ ۱۳۸۵ھ)

منکرِ میلاد سے سوال:

کیا صرف میلاد کا جھنڈا لگانا ناجائز ہے اور اپنے ملک اور تنظیم کا جھنڈا لگانا جائز ہے؟ سپاہِ صحابہ (شدت پسند وہابی تنظیم) اور جماعۃ الدعوۃ، جماعت اسلامی، اسلامی جمعیت طلبہ کا جھنڈا کہاں سے ثابت ہے؟

اعتراض نمبر ۹: جلوسِ میلاد بے اصل ہے؟

یہ بھی آپ حضرات کا فریب ہے، ہجرتِ مدینہ کے موقع پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ’موضع غمیم‘ پہنچے تو بریدہ اسلمی اپنے ستر (۷۰) ساتھیوں کے ساتھ دامنِ اسلام سے وابستہ ہوئے اور عرض کیا کہ حضور! مدینہ شریف میں آپ کا داخلہ جھنڈے کے ساتھ ہونا چاہیے اور اپنے عمامہ کو نیزے پر ڈال کر جھنڈا بنایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے روانہ ہوئے۔(وفاء الوفا، جلد۱،ص۲۴۳)

دیوبندی حضرات نے بھکر میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے یومِ ولادت پر جلوس نکالا۔(روزنامہ جنگ لاہور، مورخہ ۶رنومبر ۱۹۹۶ء، ص:۲، کالم:۵)

دیوبندی امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاری نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جلوس

نکالا۔(روزنامہ آزاد لاہور، ۲۶رستمبر ۱۹۵۷ء)

ہفت روزہ رسالہ ’’لولاک‘‘ کے ایڈیٹر مولوی تاج محمود ۹رجنوری ۱۹۸۲ء کے شمارہ میں لکھتے ہیں:

’’ربوہ میں بھی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں جلوس نکالا گیا جس کی قیادت مولوی اللہ وسایا دیوبندی، مولوی اللہ بخش دیوبندی، مولوی احمد چاریاری امام مسجد محمدیہ اور قاری شبیر احمد نے کی۔

جماعت اسلامی کے بانی مودودی نے غلافِ کعبہ کا جلوس نکالا‘‘

(ترجمان القرآن، اپریل ۱۹۶۳ء)

شاہ فیصل کی لاہور آمد پر جلوسِ میلاد کے منکرین نے شاہ فیصل کے اعزاز کے لیے بھرپور جلوس کی ترغیب دلائی اور تمام سرکاری اور پرائیویٹ ادارے بند رکھنے کی اپیل کی۔ حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث ۳۰رذی الحجہ ۱۳۸۵ھ، الاعتصام، لاہور ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ، ترجمان الاسلام، ۳۰رذی الحجہ ۱۳۸۵ھ، نوائے وقت، ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ، مشرق، لاہور ۳۰رذی الحجہ ۱۳۸۵ھ

ہندو پنڈت جواہر لال نہرو ۲۵رستمبر ۱۹۵۶ء کو سعودی عرب کے دورہ پر گیا تو شاہ سعود، سعودی وزرا، فوجی افسران اور عوام نے بھرپور استقبال کیا اور ’’مرحبا نہرو رسول السلام‘‘ اور ’’جے ہند‘‘ کے نعروں سے استقبال کیا اور جلوس کی شکل میں نہرو کو شاہِ سعود کے محل میں لے جایا گیا۔

(روزنامہ جنگ، کراچی ۲۸/۲۷ دسمبر ۱۹۵۶ء)

ہندو صدر ڈاکٹر راجندر پرشاد ۱۳ر جولائی ۱۹۵۷ء کو دارالعلوم دیوبند کے دورہ پر گئے تو دیوبندی مولوی حسین احمد مدنی اور قاری طیب مہتمم دارالعلوم نے استقبال کیا، ہار پہنائے، جلوس کی شکل میں دارالعلوم لے کر گئے اور تمام راستے کو خوش نما دروازوں اور رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجا رکھا تھا اور دارالعلوم پہنچنے پر ’’اللہ اکبر دارالعلوم زندہ باد‘‘ کے نعروں سے استقبال کیا۔

(ملخصاً ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، ستمبر ۱۹۵۷ء)

وہابیوں نے اپنے شیخ القرآن مولوی غلام علی خان کی آزاد کشمیر آمد پر جلوس نکالا، گولہ بازی کی، گیٹ، بازاروں اور مقام تقریر کو سجایا۔(ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی، اگست ۱۹۶۳ء)

منکرینِ میلاد کے جلوس نکالنے کے واقعات بہت زیادہ ہیں، اب ہم صرف چند حوالہ جات

پیش کررہے ہیں:

روزنامہ تعمیر، راول پنڈی ۲ رجون ۱۹۵۷ء، تنظیم اہل حدیث ۲۶ راپریل ۱۹۶۸ء، الافاضات اشرفعلی تھانوی، حصہ ۶ ص:۱۶۶، ہفت روزہ خدام الدین لاہور، ۲۲ رستمبر ۱۹۶۱ء، زمین دار، ۲۷ رمئی ۱۹۵۱ء

منکرِ میلاد سے سوال:

کیا صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے موقع پر جلوس نکالنا ناجائز ہے؟ اور ۵ر فروری کو یوم یکجہتی کشمیر پر کشمیر ریلی، یکم محرم الحرام کو "مدح صحابہ ریلی"، مہنگائی اور لوڈشیڈنگ کے خلاف احتجاجی ریلی نکالنا جائز ہے؟ جماعت اسلامی آئے روز احتجاجی ریلیاں اور دھرنوں کی کال دیتی ہے یہ کہاں سے ثابت ہیں؟

اعتراض نمبر ۱۰: عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدا ایک فضول خرچ، عیاش طبع بادشاہ ملک مظفر ابوسعید (شاہِ اربل) کی ایجاد ہے؟

اول تو عرض ہے کہ میلاد کی ابتدا رب تعالیٰ نے خود فرمائی اور پھر ہر دور کے انبیائے کرام علیہم السلام اس کا درس دیتے رہے، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا میلاد بیان فرمایا جیسا کہ دلائل کے ساتھ اوپر وضاحت کی جا چکی، ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ شاہِ اربل حکومتی سطح پر میلاد منانے کا اہتمام کرتا، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سب سے اول شاہ اربل نے حکومتی سطح پر عید میلاد منانے کو رواج دیا بلکہ امام عزالدین ابن اثیر شیبانی نے لکھا ہے کہ: سن ۴۸۴ھ میں جلال الدولہ سلطان ملک شاہ سلجوقی جنگی مہمات سے فارغ ہوکر دوسری مرتبہ بغداد آیا تو اس نے خوب دُھوم دھام سے میلاد منایا۔ (الکامل فی التاریخ، جلد۸، ص ۳۴۹) اس کو امام ذہبی نے بھی تحریر کیا ہے۔

(تاریخ اسلام، حوادثات: ص ۴۸۴)

مولوی حسن مثنیٰ ندوی نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ (سیارہ ڈائجسٹ، رسول نمبر: جلد۲، ص ۴۱۱)

شاہِ اربل کے کردار کے متعلق ہمیں تمہارے مولویوں کی بجائے اپنے جلیل القدر عظیم الرفعت ائمہ ومحدثین حضرات کی رائے عزیز ہے۔ حافظ ابن کثیر، امام جلال الدین سیوطی، شیخ ابن خلکان، امام ذہبی، امام قزوینی، شیخ مبارک حفیانی، امام ابوشامہ، شیخ محمد قادسی اور سبط ابن جوزی نے شاہِ اربل کو نہایت سخی، عادل، کفایت شعار، بہادر، جرأت مند، دانا حاکم تحریر کیا ہے۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

الحاوی للفتاویٰ، جلد۱، ص ۱۹۰، ۱۸۹، حسن المقصد للسیوطی، وفیات الاعیان، جلد۳،

ص ۵۳۹، العبر فی خبر من غبر، جلد۲، ص ۲۲۴، سیر الاعلام النبلاء، جلد۱۶، ص ۲۷۵، آثار البلاد واخبار العباد، ص ۲۹۰، شذرات الذہب، جلد۵، ص ۱۴۰

منکرِ میلاد سے سوال:

مشہور ہے کہ قرآن پاک پر اَعراب ایک نہایت ہی فاسق وفاجر حاکم حجاج بن یوسف نے لگوائے تھے، تو کیا وہابی، دیوبندی حضرات اس کے لگائے گئے اعراب والے قرآن پڑھنے کو بھی جائز سمجھتے ہیں یا نہیں؟ مزید یہ کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ۶۴ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق کعبۃ اللہ میں دو دروازے شرقاً غرباً لگوادیے، حجاج نے اس کو بھی ختم کر کے دوبارہ قریشِ مکہ کی بنیادوں پر تعمیر کروادی اور آج تک کعبۃ اللہ کی عمارت ان ہی بنیادوں پر ہے، کیا وہابیہ دیوبندیہ حضرات کے نزدیک اس فاسق فاجر کی قائم کردہ عمارت کا طواف کرنے سے حج بھی ہوتا ہے یا نہیں؟

اعتراض نمبر ۱۱: شاہِ اربل نے ایک کذاب دنیا پرست مولوی عمر بن حسن دحیہ کلبی کو ایک ہزار درہم کا لالچ دے کر یہ بدعت ایجاد کروائی؟

لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین. مولانا عمر بن حسن دحیہ کلبی المعروف شیخ دحیہ پر یہ سراسر بہتان ہے، ہم اس بابت بھی تمہارے دو ٹکے کے بازاری مولویوں کی نہیں بلکہ اپنے جلیل القدر ائمہ ومحدثین کی رائے عزیز ہے۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ: میں نے شیخ دحیہ کلبی رحمۃ اللہ علیہ کی میلاد پر لکھی گئی کتاب "التنویر فی مولد السراج المنیر" کا مطالعہ کیا اور اس سے نہایت ہی قیمتی اور خوب صورت باتیں نوٹ کرلیں۔ (البدایہ، جلد۱۳، ص ۱۵۵) حافظ ابن کثیر نے آپ کو نہایت ہی صالح اور زاہد لکھا ہے، شیخ جمال عزون نے آپ کو عالم اور حافظِ حدیث لکھا ہے۔ (مقدمۃ الایات، ص ۱۰۱) شیخ ابن نجار، شیخ منصور بن سلیم سکندانی، امام ابن سید الناس، امام ذہبی، امام ابن ملقن نے آپ کی تصانیف کو نہایت سراہا ہے۔

(حاشیۃ المختصر المحتاج، جلد۳، ص ۹۹، الذیل علی تکملۃ الاکمال، ص ۳۴۹، میزان الاعتدال، جلد۳، ص ۱۸۸، البدر المنیر، جلد۱، ص ۲۹۱)

اعتراض نمبر ۱۲: جو میلاد نہیں مناتا اس کو گستاخ کہا جاتا ہے

العیاذ باللّٰہ تعالیٰ. یہ بھی آپ لوگوں کا بہتان ہے، میلاد کے متعلق اہلِ سُنّت کا نظریہ واضح ہے کہ یہ امر جائز اور باعثِ اجر وثواب ہے۔ اہلِ سُنّت اس کے لیے کسی خاص طریقہ کو لازم

(فرض/ واجب) نہیں جانتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی منانے کے لیے کوئی بھی صاحبِ شان کام، جس سے شریعت میں کوئی حرج واقع نہ ہو- اختیار کیا جا سکتا ہے۔

اصل مسئلہ ''میلاد نہ کرنا'' نہیں بلکہ ''میلاد سے روکنا'' اور میلاد کو 'شرک' و 'بدعتِ قبیحہ' و 'حرام' کہنا ہے، کہ اول تو اس کے حرام، بدعتِ قبیحہ یا شرک ہونے پر کوئی دلیل نہیں اور جس کام کو اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال کیا ہے اس کو حرام کہنا اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا ہے۔ دوسرا اس سے امتِ مسلمہ میں افتراق وانتشار پیدا ہوتا ہے اور کوئی بھی امتی اس بات کو گوارا نہیں کرے گا کہ وہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر قرآن و سُنّت کے مطابق خوشیاں منا رہا ہو اور کوئی اس کے اس فعل کو شرک، بدعت سیئہ، ناجائز، گناہ اور کافروں کا طریقہ کہے۔

نوٹ: اگر کوئی میلاد منانے کے لیے ایسا طریقہ اختیار کرتا ہے کہ جس سے شریعت نے منع کیا ہے تو اس کو اس طریقہ سے منع کیا جائے گا؛ نہ کہ سرے سے میلاد ہی کو شرک و بدعت کہہ دیا جائے۔

آپ حضرات (وہابی، دیوبندی) اگر میلاد منا بھی لیں تو بھی گستاخی کے زمرے سے نہیں نکل سکتے؛ جب تک ان صریح کلماتِ شنیعہ سے توبہ نہ کرلو جو کہ تم لوگوں نے شانِ الوہیت ورسالت میں اپنی کتب میں رقم کر رکھے ہیں۔ تاہم تمہارے ہی سرکردہ مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی نے لکھا ہے کہ: جو میلاد کی خوشی نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔

(الشمامۃ العنبریۃ، ص۱۲، مطبوعہ فاران اکیڈمی، اردو بازار لاہور)

منکرِ میلاد سے سوال:

(۱) شادی بیاہ وغیرہ کی فی زمانہ تقریبات میں بھی بہت سارے امور قطعاً خلافِ شریعت ہوتے ہیں مگر کوئی بھی ان خلافِ شریعت کاموں کی وجہ سے ''نکاح وشادی کی تقریب'' کو حرام نہیں کہتا تو پھر آخر ''میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' سے ہی انکار کیوں؟

(۲) اپنے امام نواب صدیق بھوپالی کے فتویٰ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

قارئین کرام! آپ نے منکرینِ میلاد کے اعتراضات اور ان کے مختصر جوابات ملاحظہ فرمائے؛ اور اب آپ کو چاہیے کہ ہر جواب کے آخر میں منکرینِ میلاد پر قائم کیے گئے سوالات کا جواب ان سے طلب کریں۔ جو کہ ان شاء اللہ تا صبح قیامت نہ دے سکیں گے۔

عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جواز پر منکرینِ میلاد کے اکابرین کی رائے

اب ہم عیدِ میلاد کے جواز پر کچھ حوالہ جات منکرینِ میلاد کے اکابرین سے پیش کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ:

''محفلِ مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذّت پاتا ہوں۔'' (فیصلہ ہفت مسئلہ ص۱۳)

نوٹ: امداد المشتاق ص۸۸، شمائم امدادیہ ص۶۸، پر بھی ذکر وقیام کو درست کہا ہے۔

رشید احمد لدھیانوی (کراچی):

''جب ابولہب جیسے کافر کے لیے میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگئی، جو کوئی امتی آپ کی ولادت کی خوشی کرے اور حسبِ وسعت آپ کی محبت میں خرچ کرے تو کیوں کر اعلیٰ مراتب حاصل نہ کرے گا۔'' (احسن الفتاویٰ، ج۱، ص۳۴۷)

رشید احمد گنگوہی نے خلیل انبیٹھوی کو کتاب ''تواریخ حبیبِ الٰہ'' دے کر محفل میلاد میں وعظ کے لیے بھیجا۔ (تذکرۃ الرشید، ج۲، ص۲۸۴)

تمام اکابرِ دیوبند کی مصدقہ کتاب ''المہند علی المفند'' کے ص۴۶ / مطبوعہ دارالاشاعت کراچی میں ہے:

''ذکرِ میلاد النبی اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے اور منکراتِ شرعیہ سے پاک مجلسِ مولود سببِ خیر و برکت ہے۔''

قاسم نانوتوی دیوبندی سے پوچھا گیا آپ میلاد نہیں کرتے؟ مولانا عبدالسمیع کرتے ہیں کہا: ''ان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت زیادہ ہے دعا کرو ہمیں بھی زیادہ ہو جائے۔''

(سوانح قاسمی، ج۱، ص۴۷۱، سفر نامہ لاہور ولکھنو، ص۲۲۸، مجالسِ حکیم الامت، ص۱۲۴)

وہابیوں کے مرشدِ اول سید احمد رائے بریلوی نے میلاد منایا، ذکرِ ولادتِ باسعادت کے قصائد پڑھے اور اختتام پر ''حلوہ'' تقسیم کیا۔ (ملخصاً مخزنِ احمدی: ص۸۵)

ثناء اللہ امرتسری وہابی:

بارھویں (میلاد شریف کرنا) ایصالِ ثواب کی نیت سے درست ہے اختلاف اٹھ جاتا ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ، ج۲،ص۱۷)

عبداللہ لاہوری وہابی:

میلاد شریف کرتے وقت قیام کرنا مستحسن سمجھتے ہیں۔ (اہل حدیث کا مذہب،ص۳۵)

وحید الزمان وہابی:

فاتحہ و میلاد کا انکار جائز نہیں۔ (ھدیۃ المھدی،ص۱۱۸)

مزید اس نے محفل میلاد کو اچھی چیز قرار دیا ہے۔ (تیسیر الباری، ۹ ج۲،ص۱۷۷)

مزید لکھا: کرسمس کے دن جو حضرت عیسیٰ کا یومِ ولادت ہے خوشی کرنا، ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت والے دن کی خوشی کرنے کی طرح ہے اور ہم تو حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور تمام نبیوں کی ولادتوں کے دن خوشی کرنے کے زیادہ حق دار ہیں۔ (ھدیۃ المھدی،ص۴۶)

مزید لکھا ہے: معتبر قول یہی ہے کہ محفل میلاد جائز ہے، کیوں کہ یہ ثواب کی نیت سے ہی ہوتی ہے۔ پھر اس میں بدعت کا کیا دخل ہے۔ (ھدیۃ المھدی،ص۴۶)

نواب صدیق وہابی:

جسے آپ کے میلاد کا حال سن کر اور آپ کے میلاد کی خوشی نہ ہو وہ مسلمان نہیں۔

(الشمامۃ العنبریہ،ص۱۲)

وہابیوں کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے لکھا:

''اسی طرح نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے دن کی تعظیم کا معاملہ ہے مسلمان یہ چیز یا تو عیسائیوں کی تقلید میں کرتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یومِ ولادت میں عید مناتے ہیں یا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بدعت پر نہیں بلکہ اس محنت اور اجتہاد پر انہیں ثواب دے گا۔''

(اقتضاء الصراط المستقیم، ترجمہ و تلخیص بنام فکر و عقیدہ کی گمراہیاں اور صراطِ مستقیم کے تقاضے،ص۳۷، مترجم مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی)

ابن تیمیہ اسی کتاب میں ایک اور جگہ لکھتا ہے:

''ولادتِ نبوی کے وقت کی تعظیم اور اسے عید بنانے میں بعض لوگوں کو ثوابِ عظیم حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ ثواب ان کی نیک نیتی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کی وجہ سے ہوگا۔''

(اقتضاء الصراط المستقیم،ص۷۷، مطبوعہ دار السلام، لوئر مال سیکرٹریٹ، لاہور)

☆☆☆

نوری مشن کی ۱۷؍ویں اشاعت

مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ
کی دینی، علمی، معاشرتی و تحقیقی خدمات و کاوشات کا ذکرِ جمیل

اُجالا

مصنف: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقش بندی

ترتیب جدید: غلام مصطفیٰ رضوی

صفحات: ۴۰..........طباعت: دیدہ زیب..........ہدیہ: دعاے خیر

ملنے کے پتے

[۱] مدینہ کتاب گھر، اولڈ آگرہ روڈ مالیگاؤں

[۲] رضا لائبریری، مقابل نیا بس اسٹیشن مالیگاؤں

Cell. 09325028586 gmrazvi92@gmail.com

دینی کتابوں کی اشاعت وقت کی اہم ضرورت ہے؛ اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لیے کتابیں شائع کروائیں، اپنے پروگرام و اہم تقاریب میں کتابوں کو بلا قیمت تقسیم کریں؛ اس سلسلے میں رہنمائی کے لیے نوری مشن سے رابطہ کریں۔